قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

جمعۃالمبارک 27 اگست 2021ء | 18 محرم 1443ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:203

ارشاد باری تعالیٰ

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۫ فَتُصۡبِحُ الۡاَرۡضُ مُخۡضَرَّۃً ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَطِیۡفٌ خَبِیۡرٌ ﴿۶۴﴾

(الحج:64)

ترجمہ: کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو زمین اس سے سرسبز ہو جاتی ہے۔ یقیناً اللہ بہت باریک بین (اور) ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

آئندہ زمانہ میں ظاہر ہونے والی خبریں جو اس زمانہ میں ظاہر ہورہی ہیں اور آئندہ بھی ظاہر ہوتی چلی جائیں گی جن کو قرآن کریم نے بیان کیاہے اس میں جو ہم آج کل دیکھتے ہیں اس میں Atomic Warfare اور Radiation کا عذاب ہے۔فرمایا یَوۡمَ تَکُوۡنُ السَّمَآءُ کَالۡمُہۡلِ۔وَ تَکُوۡنُ الۡجِبَالُ کَالۡعِہۡنِ۔وَ لَا یَسۡـَٔلُ حَمِیۡمٌ حَمِیۡمًا۔یُّبَصَّرُوۡنَہُمۡ ؕ یَوَدُّ الۡمُجۡرِمُ لَوۡ یَفۡتَدِیۡ مِنۡ عَذَابِ یَوۡمِئِذٍۭ بِبَنِیۡہِ (سورۃ المعارج :9تا 12)۔جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا۔ اور پہاڑ دُھنی ہوئی اون کی طرح ہوجائیں گے۔ اور کوئی گہرا دوست کسی گہرے دوست کا (حال) نہ پوچھے گا۔وہ اُنہیں اچھی طرح دکھلا دیئے جائیں گے۔ مجرم یہ چاہے گا کہ کاش وہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لئے فدیہ میں دے سکے اپنے بیٹوں کو۔

جب Atomic Warfare ہو تو اس وقت یہ ممکن ہے کہ آسمان کَالۡمُہۡلِ یعنی پگھلے ہوئے تانبے کی طرح دکھائی دے۔اس میں Radiation کے عذاب کی طرف اشارہ ہے جو کہ اتنی خوفناک چیز ہے کہ اب تک جہاں جہاں تجربے ہوئے ہیں وہاں لازماً یہی باتیں دکھائی دی ہیں کہ وہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ کوئی اپنے کسی گہرے دوست کو بھی نہیں پوچھتا۔یہاں تک کہ عورتیں اپنے بچوں کو بھول گئی ہیں اور ہرایک کے اندر Atomic Warfare سے یا Radiation سے اتنی خوفناک گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے کہ اگر اس وقت کسی سے پوچھا جائے تو وہ اپنے بچوں کو قربان کرنے کے لئے بھی تیار ہوجاتی ہیں کہ اس مصیبت سے نجات ہو کسی طرح۔

دوسری جنگ عظیم میں یہ نظارے دیکھے گئے حالانکہ وہ بہت کم طاقت کے ایٹم بم تھے اور اب تو اس سے کئی گنا زیادہ طاقت کے ایٹم بم تیار ہو چکے ہیں اور اس وقت جو دنیا کے حالات ہیں وہ یہی نظر آ رہے ہیں کہ دنیا بڑی تیزی سے تباہی کے کنارے کی طرف بڑھ رہی ہے۔ پس آج ہمیشہ کی طرح جماعت احمدیہ کا فرض ہے، جس کے دل میں انسانیت کا درد ہے کہ انسانیت کو بچانے کے لئے دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں۔ دنیا خدا کو پہچان لے اور تباہی سے جس حد تک بچ سکتی ہے بچے۔

(خطبہ جمعہ 9/ مئی 2003ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- عجب اپنا جلوہ دکھائے خلافت (منظوم)
- حاصل مطالعہ
- حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوری رضی اللہ عنہ
- عفو و درگزر

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عظیم فتوحات کی پیش خبری

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ خندق کے موقع پر خندق کی کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان میرے آڑے آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میرے پاس ہی تھے۔آپؐ نے جب مجھے اس سخت چٹان کو مشکل سے توڑتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ سے کدال لے لی اور اس چٹان پر ماری تو اس سے ایک چنگاری نکلی۔آپ نے دوبارہ کدال ماری تو پھر چنگاری نکلی۔تیسری بار بھی ایسے ہی ہوا۔ اس پر مَیں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کے کدال مارنے سے یہ کیسی چنگاریاں نکلی تھیں ؟ آپؐ نے فرمایا کیا تم نے بھی یہ چنگاریاں دیکھی ہیں۔ مَیں نے عرض کی جی ہاں۔فرمایا پہلی مرتبہ نکلنے والی چنگاری پر اللہ تعالیٰ نے مجھے یمن کی فتح کی خبر دی ہے۔دوسری بار شام اورمغرب اور تیسری بار نکلنے والی چنگاری سے مشرق کی فتح کی خبر دی ہے۔

(سیرۃ النبویۃ لابن ہشام ذکر غزوۃ خندق)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

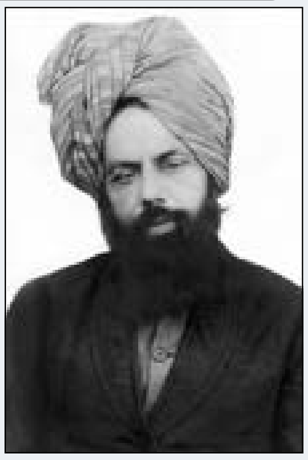

’’دنیا میں ایک نذیر‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’براہین احمدیہ میں ایک یہ پیشگوئی ہے۔ مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا،اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اس پیشگوئی پر پچیس برس گزر گئے۔ یہ اُس زمانہ کی ہے جب کہ میں کچھ بھی نہیں تھا۔اس پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ باعث سخت مخالفت بیرونی اور اندرونی کے کوئی ظاہری امید نہیں ہو گی کہ یہ سلسلہ قائم ہو سکے۔لیکن خدا اپنے چمکدار نشانوں سے دنیا کو اس طرف کھینچ لے گا اور میری تصدیق کے لئے زور آور حملے دکھائے گا۔ چنانچہ انہیں حملوں میں سے ایک طاعون ہے جس کی ایک مدت پہلے خبر دی گئی تھی۔ اور انہیں حملوں میں زلزلے ہیں جو دنیا میں آ رہے ہیں اور نہ معلوم اور کیا کیا حملے ہوں گے اور اس میں کیا شک ہے کہ جیسا کہ اس پیشگوئی میں بیان فرمایا ہے خدا نے محض اپنی قدرت نمائی سے اس جماعت کو قائم کر دیا ہے۔ ورنہ باوجود اس قدر قوی مخالفت کے یہ امر محالات میں سے تھا کہ اس قدر جلدی سے کئی لاکھ انسان میرے ساتھ ہو جائیں۔ اور مخالفوں نے بہتیری کوششیں کی مگر خدا تعالیٰ کے ارادہ کے مقابل پر ایک پیش نہ گئی‘‘

(حقیقۃ الوحی،روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 272۔ نشان 111)

اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی اور برے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو دنیا پر سخت سخت بلائیں آئیں گی۔ اور ایک بلا ابھی بس نہیں کرے گی کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائے گی۔ آخر انسان نہایت تنگ ہوجائیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔اور بہتیرے مصیبتوں کے بیچ میں آ کر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے۔

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23صفحہ 444)

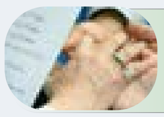

دربارِ خلافت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ اور تبلیغ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت امام دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولوی فتح دین صاحب نے ہمارے نام ایک خط لکھا کہ دھرم کوٹ میں (دھرم کوٹ ایک جگہ کا نام ہے) مولوی عبدالسبحان مانیا والا مباحثے کے لئے آیا ہوا ہے۔ قادیان سے کوئی مولوی لے کر بہت جلد پہنچیں۔ ہم مولوی عبداللہ صاحب کشمیری کو ہمراہ لے کر دھرم کوٹ پہنچ گئے۔ وہاں بہت دوست جمع ہو گئے۔مولوی صاحب بہت جماعت دیکھ کر بھاگو والے میں سردار بشن سنگھ کے پاس چلے گئے۔ ہماری تمام جماعت بھاگو والہ میں چلی گئی۔ (تبلیغ کا ایک شوق تھا وہاں پہنچ گئے۔) آخر مباحثہ زیرِ صدارت سردار بشن سنگھ کے قرار پایا اور وفات و حیاتِ مسیح پر گفتگو ہوئی مگر فریقِ مخالف اس بات پر بیٹھ گیا (یعنی کہ اس بات پر اَڑ گیا اور اسی پر ضد کرنی شروع کر دی۔) کہنے لگا کہ مَیں تب مباحثہ کروں گا جب تک یہ اقرار نہ کر لیں کہ مرزا صاحب کا نام قرآنِ شریف میں دکھاویں گے۔ (اور پھر شرط یہ لگائی کہ اس طرح نام دکھائیں کہ) ’’مرزا غلام احمد ولد مرزا غلام مرتضیٰ‘‘ (قرآنِ کریم میں لکھا ہو، تب مَیں مانوں گا۔نہیں تو مَیں بحث نہیں کروں گا۔) مولوی عبداللہ صاحب نے کہا کہ قرآنِ شریف سے دکھادوں گا۔تب سلسلہ گفتگو شروع ہو گیا۔ جب اُس (مولوی) نے مطالبہ کیا تو مولوی صاحب نے کہا (کہ) اگر انبیاء سابقین کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں، پہلے آپ دکھا دیں کہ اُن کے نام مع ولدیت لکھے ہیں تو ہم بھی اسی طریق پر دکھا دیں گے۔ اگر پہلوں میں یہ طریق ثابت نہیں تو ہم پر یہ سوال کیوں کیا جاتا ہے؟ فریقِ مخالف نے اس کا معقول جواب نہ دیا۔ آخر شرمندہ ہو کر بیٹھ گیا۔سردار بشن سنگھ نے کہا، (جن کی زیرِ صدارت یہ سب مباحثہ ہوا تھا۔) یہ مولوی (تو) کچھ نہیں جانتا (اور پھر اُس کو پنجابی میں کچھ گالیاں والیاں بھی دیں۔) آخر (کہتے ہیں کہ) خدا نے فتح دی۔ اس مباحثے کا ذکر ہم نے حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس کیا تو آپ نے فرمایا مولوی صاحب نے یہ کیوں نہ کہا کہ میرا نام خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اِسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ فرمایا ہے۔

(ماخوذ از جسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 5 صفحہ 57 روایت حضرت امام دین صاحبؓ)

حضرت پیر افتخار احمد صاحب اپنے والد ماجد پیر احمد جان صاحب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ ’’میرے والد صاحب نے حضرت صاحب کے اس دعویٰ کو قبول کر کے (یہ بیعت سے پہلے آپ کا قصہ ہے۔ اُس وقت اس بات کو قبول کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اس زمانے کے مجدد ہیں۔) اپنے دوستوں اور واقف اور ناواقفوں میں بڑی سرگرمی کے ساتھ اشاعت شروع کی اور ایک طویل اشتہار بھی چھاپا جس کی نقل زمانہ حال میں (جب وہ لکھ رہے ہیں کہتے ہیں) الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ (لکھتے ہیں کہ) میرے والد صاحب نے علاوہ تبلیغ اشاعت کے خود اور اپنے مریدوں سے مالی خدمت میں بھی حصہ لیا۔ ان کی زندگی کا آخری زمانہ اسی خدمت میں گزرا کہ جس قدر ہو سکے چندہ دیں اور اشاعت کریں۔‘‘

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 1 روایت حضرت پیر محمد افتخار احمد صاحبؓ)

اور یہی اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج علاوہ کتابوں کے، دوسرے لٹریچر کے ایم ٹی اے کے ذریعہ سے بھی اللہ تعالیٰ مختلف زبانوں میں دین کی اشاعت کروا رہا ہے۔ ابتدا میں جب کبھی ایم ٹی اے کا سیٹلائٹ شروع ہوا تو ایک سیٹلائٹ تھا اور وہ چند گھنٹوں کے لئے تھا۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دس سیٹلائٹس پر ایم ٹی اے کے پروگرام دنیا میں ہر جگہ نشر ہو رہے ہیں۔ بلکہ انڈیا میں جہاں بڑے ڈشوں کی ضرورت پڑتی تھی، اب وہاں بھی کوشش ہو رہی ہے اور ایک ایسا سیٹلائٹ لے رہے ہیں کہ جہاں ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی چھوٹے ڈش سے، ڈیڑھ دو فٹ کے ڈش سے ان شاء اللہ تعالیٰ ایم ٹی اے سنا جایا کرے گا۔

(خطبہ جمعہ 9/ مارچ 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

عجب اپنا جلوہ دکھائے خلافت

عجب اپنا جلوہ دکھائے خلافت
خدا کا مقرب بنائے خلافت

ہر اِک شرک و بدعت کو کافور کر کے
ہدایت کی شمع جلائے خلافت

خدا کی عبادت نبیؐ کی اطاعت
ہو دِیں کی اشاعت رَچائے خلافت

خلیفہ خدا کا ہے دنیا میں نائب
خدا ہی کی باتیں بتائے خلافت

یہ نعمت ہمیں خود خدا نے عطا کی
ہے سایہ فگن اب رِدائے خلافت

جو ہیں حق کے پیاسے اُنہیں اپنے ہاتھوں
مئے وصل مولیٰ پلائے خلافت

جو طاقت کے نشّے میں ہیں چور حاکم
اُنہیں عدل و احساں سکھائے خلافت

کوئی سِحر اِس سے نہ ٹکرا سکے گا
عصائے کلیمی دُعائے خلافت

یہ دُنیا تباہی کی جانب رواں ہے
ہے اِس کی بقا اَب بقائے خلافت

ہماری نِگہ بس خلافت کی جانب
سر آنکھوں پہ جو حکم لائے خلافت

خلافت ہمارا سہارا ہے اس پر
نہ کچھ آنچ آئے خدائے خلافت

دکھا دیں گے باطل کو اوقات اس کی
ہو اِک جنبشِ چشم ہائے خلافت

غرض کیا ہے ناصرؔ کو سُود و زِیاں سے
وہ ہے جان و دِل سے فِدائے خلافت

(تنویر احمد ناصر۔ قادیان)

شیخ مجاہد احمد شاستری۔ قادیان

حاصلِ مطالعہ

یہ عاشق رسول نہیں گستاخ رسول ہیں

مولوی شیخ محمد خالد اعظمی میلاد جشن میلاد النبی ﷺ کے موقعہ پر عاشقان رسول ﷺ کا خاکہ کھینچتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

نام نہاد عاشقان رسول ﷺ جشن میلاد النبی کے پردے میں کیا کیا گل کھلاتے ہیں۔ بڑے شہروں میں رہنے والے بخوبی واقف ہونگے۔

میں نے ممبئی میں دیکھا ہرطرف رنگ برنگی جھنڈیاں ہرے رنگ کے بڑے بڑے بینرز جس پر اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لکھا ہوتا ہے لہراتے ہوئے نظر آتے ہیں اور بارہ ربیع الاوّل کے بعد وہی سڑکوں پر ادھرادھر پڑے رہتے ہیں کیا یہ اللہ اور اللہ کے محبوب ﷺ کے ناموس کی بے ادبی نہیں ہے؟ راستے گلیاں اور ان کی مسجد میں لائٹنگ اور قمقموں سے آراستہ ہوتی ہیں ساتھ ہی ہرطرف ڈی جے پر میوزک کی ساتھ نظم خوانی کا سلسلہ رہتا ہے یہاں تک کہ نماز کے اوقات میں بھی ان کا ڈی جے بند نہیں ہوتا..... اور جلوس کے وقت راستوں پر چلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مرد و زن باہم ساتھ ساتھ ہوتے ہیں اس دن ان کی نمازیں معاف ہوجاتی ہیں۔ ویسے بھی یہ نام نہاد عاشق نمازوں کے پابند نہیں ہوتے۔ انہیں صرف لذت کام و دہانی کیلئے حلوے مالیدے اور بریانی چاہیے۔

جگہ جگہ اسٹیج لگے ہوتے ہیں جہاں ایک سے ایک پیشہ ورمقرر کم جوکر زیادہ گدھوں کی طرح چیخ چیخ کر گلے پھاڑ رہے ہوتے ہیں. یہ سلسلہ ایک دو روز نہیں پورے بارہ دن چلتا ہے جیسے شیعوں کے یہاں محرم شروع ہونے کا رونا دھونا چالو ہو جاتا ہے۔

ان نام نہاد عاشقین کے یہاں ربیع الاوّل آتے ہی چیخنا چلانا شروع ہو جاتا ہے بعنوان سیرۃ النبی اور ولادۃ النبی ﷺ کا ہوتا ہے لیکن ان کے پیشہ ورمقررین ساری بھڑاس اس دیوبندیت پر نکالتے ہیں۔ اگر صرف اتنا ہی ہوتا تو شاید برداشت کرلیا جاتا لیکن خرافات کی انتہا یہ ہے کہ یہ جاہل اب عیدین کی طرح عیدمیلادالنبی کی بھی نماز پڑھنے لگے مسجدوں میں آکر جاہل پوچھتے ہیں عیدمیلادالنبی ﷺ کی نماز کتنے بجے ہے۔

اسی پر بس نہیں صبح کے وقت کہیں کہیں ان کے ڈی جے سے بچے کی رونے کی آواز بھی آتی ہے گویا یہ تأثر دیا جاتا ہے کہ اب اللہ کے رسول ﷺ کی پیدائش ہو رہی ہے نَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ۔

جب دل و دماغ پر جہالت و ضلالت، بدعت وخرافات کی مہر لگ جاتی ہے تو یہ لوگ دین سمجھ کر ایسے ناامور انجام دیتے ہیں۔ جسے دیکھ کر ان کی جہالت و بدعت پر رونا آتا ہے۔ عشق نبی کے پردے میں گستاخی رسول ﷺ کا اس سے بڑا اور ثبوت کیا ہوگا۔

(بحوالہ ماہانہ رسالہ ''پاسبانی تراشے'' جمع و ترتیب مسعود اعجازی اونگ آبادی اکتوبر 2020ء صفحہ 12تا13)

ایک دلچسپ تبادلہ خیال

درود شریف سے امت میں نبوت جاری ہونے کا ثبوت

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جید عالم دین جناب مولانا قاضی محمد نذیر صاحب مرحوم سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ مولوی محمد صاحب سے جو سرگودھا کے علاقہ میں رہتے ہیں اور فاضل دیوبند ہیں میرا تبادلہ خیالات ہوا مولوی صاحب موصوف نے نہایت ہوشیاری سے اپنے ایک ہم خیال شخص کو خود بخود ثالث بنا کر کرسی پر بٹھا دیا اس پر میں نے بھی اپنی طرف سے ایک احمدی کو ثالث تجویز کردیا۔ ختم نبوت کی تحقیق پر دودن سرگرم بحث ہوتی رہی بالآخر میں نے کہا جناب مولوی صاحب کل سے آپ مجھ سے یہ بحث کر رہے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور کوئی اُمّتی مقام نبوت نہیں پاسکتا مگر میں حیران ہوں کہ کہتے آپ کچھ ہیں اور عمل آپ کا کچھ اور ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور پانچ وقت نماز میں تو آپ دعا کرتے ہیں کہ خدایا! امت میں نبی بھیج اور مجھ سے آپ یہ بحث کر رہے ہیں کہ اب اُمّتی نبی بھی نہیں آسکتا مولوی صاحب جھنجھلا کر فرمانے لگے کہ میں ایسا کب کرتا ہوں اس پر میں نے کہا کہ مکرمی ذرہ وہ درود شریف تو پڑھ کر سنائیں جو آپ نماز میں پڑھا کرتے ہیں میرے کہنے پر مولوی صاحب نے یوں درود شریف پڑھا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

پھر میں نے مولوی صاحب سے اس کا ترجمہ کرایا اور پوچھا کہ مولوی صاحب وہ رحمتیں اور برکتیں جو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ طلب کرتے ہیں آیا وہ وہی رحمتیں اور برکتیں ہیں جو آل ابراہیم کو ملی تھیں؟ مولوی صاحب نے فرمایا ہاں ٹھیک وہی ہیں۔ میں نے کہا کہ مکرم مولوی صاحب ان رحمتوں اور برکتوں میں تو نبوت بھی شامل ہے جو آپ آل محمد کے لئے طلب کرتے ہیں۔

اور اسی طرح اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کی دعا کے ذریعہ وہ سب انعامات طلب کئے جاتے ہیں جو منعم علیہ لوگوں کو ملے اور جو سورۃ النساء رکوع 9 کی آیت اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ میں مذکور ہیں پس امت محمدیہ میں نبوت بھی طلب کرتے ہیں اور صدیقیت، شہادت اور صالحیت بھی کیونکہ جب آپ اَلْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ اور اَلضَّآلِّیْنَ کے رستہ سے بچنے کی دعا مانگتے ہیں تو اسی لئے کہ مغضوب اور ضال نہ بن جائیں۔ لہٰذا جب صراط مستقیم کے لئے دعا مانگتے ہیں تو اس کے معنے بجز اس کے کچھ نہیں ہوسکتے کہ آپ منعم علیہ گروہ کے لئے انعامات طلب کرتے ہیں جو نبوت، صدیقیت، شہادت اور صالحیت ہیں پس آپ امت کے لئے نبوت بھی طلب کرتے ہیں۔

میرے استدلال کو سن کر مولوی صاحب موصوف کے ثالث نے مجھے کہا کہ اب آپ بیٹھ جائیں میں مولوی صاحب سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں پھر مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے پوچھنے لگے کہ مولوی صاحب! کیا آپ درود شریف میں آل محمد کے لئے حلوہ مانڈہ طلب کیا کرتے ہیں یا کچھ روحانی نعمتیں مولوی صاحب نے فرمایا نہیں روحانی نعمتیں طلب کرتے ہیں اس پر ثالث صاحب نے ان سے دوسرا سوال کیا کہ کیا آپ آل محمد ﷺ کے لئے وہی رحمتیں اور برکتیں طلب کرتے ہیں جو آل ابراہیم کو ملیں یا کچھ اور؟ مولوی صاحب موصوف فرمانے لگے وہی رحمتیں اور برکتیں طلب کرتا ہوں اس پر ثالث صاحب نے پوچھا کہ اچھا مولوی صاحب فرمائیں کہ آل ابراہیم کو کون کون سی رحمتیں اور برکتیں ملیں؟ مولوی صاحب نے کہا کہ آل ابراہیم میں بڑے بڑے اولیاء کرام پیدا ہوئے اس پر ثالث نے کہا کہ پھر درود شریف کی دعا سے آل محمد میں بڑے بڑے اولیاء ہونے چاہئیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا ہاں پھر ثالث نے کہا اچھا فرمایئے آل ابراہیم کو اور کیا کیا رحمتیں اور برکتیں ملیں؟ مولوی صاحب کہنے لگے ان میں بڑے بڑے مقربان بارگاہ الٰہی پیدا ہوئے اس پر ثالث نے کہا اچھا مولوی صاحب یہ بھی بتائیں کہ آل ابراہیم میں کوئی نبی بھی ہوا ہے یا نہیں؟ اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہاں نبی بھی ہوئے ہیں اس پر ثالث نے فی الفور کہا کہ اچھا مولوی صاحب اگر یہ بات ہے تو میں آپ کے خلاف اور قاضی محمد نذیر کے حق میں ڈگری دیتا ہوں کیونکہ جب آل ابراہیم میں نبی ہوتے رہے تو آل محمد میں بھی نبی ہونے چاہئیں۔ اس پر مولوی صاحب بڑے پریشان ہوئے اور ایک عجیب عالم میں فرمانے لگے کہ یہ شخص مرزائیوں سے مل گیا ہے اس پر میں اُٹھا اور میں نے کہا مولوی صاحب سچ فرماتے ہیں کل یہ صاحب مولوی صاحب سے ملے ہوئے تھے اور آج میں نے احمدیت کے دلائل کی قوت سے ان کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ آخر ثالث صاحب کو ازروئے انصاف کسی ایک کے ساتھ ہی ملنا چاہیے تھا۔

(کتاب شان خاتم النبیین صفحہ 104 تا 107 مطبوعہ قادیان سن اشاعت 1977ء)

فتاویٰ عالمگیری۔۔۔ تعارف

اورنگ زیب عالمگیرؒ نے اپنے عہد حکومت کے ابتدائی دور ہی میں مقدمات اور متنازعہ فیہ معاملات و مسائل کو شریعت اسلامی کی روشنی میں تصفیہ کرنے کے لئے فقہ اسلامی پر ایک جامع اور مستند کتاب تدوین کرائی جو ہندوستان میں ''فتاویٰ عالمگیری'' کے نام سے جبکہ عالم عرب میں ''فتاویٰ ہندیہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کی تدوین کا کام تخت نشینی کے چار سال بعد ایک شاہی فرمان کے ذریعہ 1073ھ بمطابق 1663ء میں شروع ہوا اور آٹھ سال میں یعنی 1081ھ کو پایہ تکمیل کو پہنچا۔

یہ کتاب ہدایہ کے بعد فقہائے حنفیہ کے نزدیک مستند، معتبر اور جامع کتاب ہے جو نہایت ہی احتیاط اور سائنٹفک طریقہ پر ترتیب دی گئی ہے

(ماہنامہ النخیل کراچی شعبان 1440ھ از مفتی محمد ساجد میمن)

ایم وائی بقاپوری۔ یاد رفتگاں

حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوری رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوری جو رشتہ میں میرے دادا تھے 1873ء میں بمقام چک چھٹہ پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سات سال کی عمر تک تیسری جماعت سرکاری مدرسے میں حاصل کی۔ 1884ء میں اپنے جدی گاؤں بقاپور سے دو میل کے فاصلے پر موضع حمید پور میں ایک مولوی صاحب کے پاس قرآن شریف کے علاوہ گلستان و بوستان تک فارسی پڑھی اور اسی سال نیلہ گنبد لاہور کے مدرسہ رحیمیہ میں داخل ہو کر قدوری، کافیہ اور فصول اکبری وغیرہ کتب پڑھیں۔ 1889ء تا 1890ء میں دو سال لدھیانہ میں حضرت مولانا عبدالقادر صاحبؓ (یکے از 313 صحابہ) سے تعلیم حاصل کی۔ 1891ء میں ایک دفعہ استاد محترم نے آپ کو نصف روپیہ دے کر محلہ اقبال گنج روانہ کیا تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کتاب ''فتح اسلام'' لے آئیں اس موقع پر آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی اقتداء میں عصر کی نماز ادا کرنے کا موقع بھی ملا۔ اس وقت آپ کی عمر 18سال تھی۔

قادیان کی زیارت اور حصول قرب احمدیت

آپ نے 1891ء تا 1893ء مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں تعلیم مکمل کی۔ 1894ء میں جبکہ آپ ریاست کچھ بھوج کے شہر مندرا کے مدرسہ عربی میں اول مدرس عربی تھے اور آپ کی عمر 21 سال تھی رمضان شریف میں کسوف وخسوف ہوا اور آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا اس نشان کی رو سے حضرت مرزا صاحب صادق ہیں آپ نے کہا کہ یہ علامت ہے کہ حضرت امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں لیکن آپ کے دل پر اس نشان کا یہ اثر ہوا کہ حضرت مسیح موعود کی طرف آپ کی توجہ ہوگئی اور آپ کبھی کبھی قادیان آتے اور اپنے پرانے دوستوں حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب اور حضرت قاضی امیر حسین سے بھی ملاقات ہوتی اور ہر بار قادیان آنے پر جماعت کے ساتھ آپ کا تعلق زیادہ پختہ ہو جاتا بالآخر 1905ء میں آپ بیعت کے ارادہ سے قادیان کے لئے روانہ ہوئے اور قادیان پہنچنے کے چوتھے روز آپ نے بیعت کا ارادہ کرلیا اس دن حضرت مسیح موعود کی طبیعت ناساز تھی حضور کی عیادت کے لئے حضرت خلیفۂ اولؓ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب، خواجہ کمال الدین اور شیخ رحمت اللہ صاحب وغیرہ بیت الفکر میں بیٹھے تھے کہ حضور کو مولانا بقاپوری صاحب کے متعلق اطلاع دی گئی کہ وہ حاضر ہونا چاہتے ہیں حضور نے آپ کو بھی اندر آنے کی اجازت دی چونکہ اس وقت وہاں پر کوئی خالی کرسی یا موڑھا وغیرہ نہ تھا اس لئے مولوی صاحب نیچے بیٹھنے کے لئے جھکے ہی تھے کہ حضور نے فرمایا۔نہیں نہیں۔ آپ میرے پاس چارپائی پر بیٹھ جائیں۔ آپ جھکتے ہوئے پاؤں نیچے لٹکا کر چارپائی پر بیٹھ گئے تو حضور نے کمال مہربانی سے فرمایا: مولوی صاحب میری طرح چارپائی پر پاؤں رکھ کر بیٹھ جائیں۔ چنانچہ آپ حضور کے سامنے بیٹھ گئے اور عرض کی کہ حضور اب مجھے کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہیں رہا میری بیعت لے لیں حضور نے ہاتھ بڑھایا اور آپ کی بیعت لے لی۔ اس نظارہ سے حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ جو وہاں تشریف فرما تھے بہت ہی متاثر ہوئے اور فرمایا۔

''مولوی صاحب اس طرح کی بیعت کرنا آپ کو مبارک ہو۔''

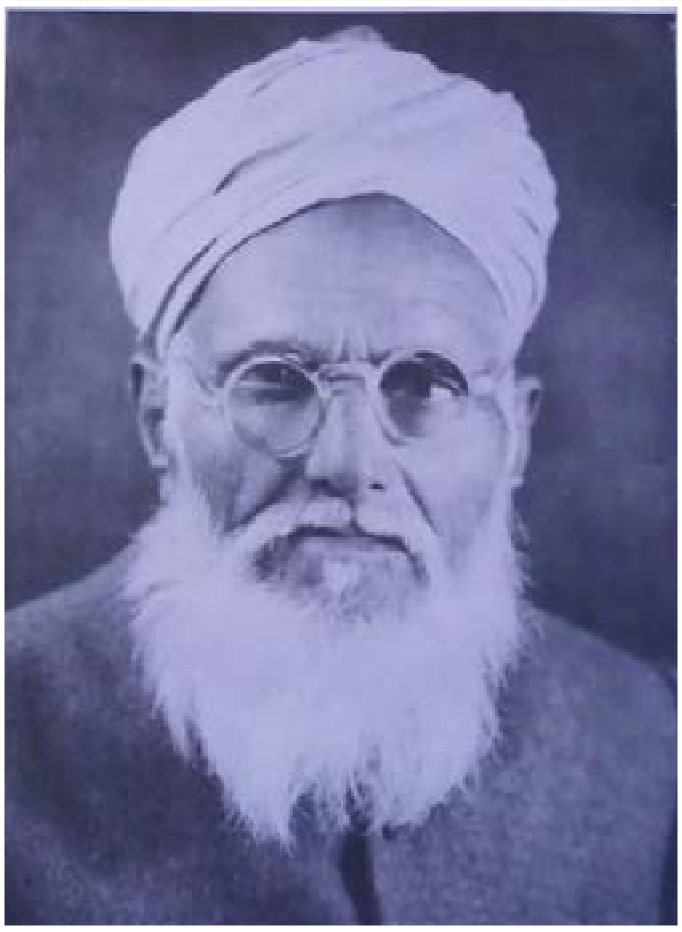

حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوریؓ

بیعت کرنے کے بعد آپ کی مخالفت شروع ہوگئی 1905ء تا 1908ء، 3 سال بقاپور میں ہر طرح کی مالی اور بدنی ابتلاؤں کے گزرے۔ کئی دن فاقہ کشی تک بھی نوبت پہنچی۔ لیکن روحانی مسرتوں کے باعث ان تکالیف کا احساس نہ ہوا چونکہ آپ زمینداری نہیں کرتے تھے اس لئے آمد کی کوئی صورت نہ تھی۔ پھر چند لڑکے آپ سے فارسی پڑھنے لگے اس طرح قدرے معاش کا سامان ہوگیا۔

آپ کی پہلی شادی آپ کے ماموں کی لڑکی کے ساتھ ہوئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کی خبر سے ایسا گہرا اثر پڑا کہ جانبر نہ ہوسکیں اور 2 دسمبر 1908ء کو وفات پاگئیں ان کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو غالباً 7-8 سال کی عمر میں وفات پا گیا تھا۔ آپ نے جلسہ سالانہ 1908ء پر حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ سے انکی وفات کا ذکر کرکے نکاح ثانی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ جب جلسہ سالانہ کے بعد واپسی کی اجازت کے لئے حاضر ہوئے تو حضور نے دعا فرمائی اور کہا کہ مولانا صاحب میں نے آپ کے نکاح کے متعلق دعا کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ قبول کرلی گئی ہے چنانچہ 1909ء میں چک 98 شمالی سرگودھا میں امام الصلوٰۃ قریشی غلام حسین کی صاحبزادی مکرمہ حیات بیگم سے آپ کی شادی ہوگئی بعد میں مولوی صاحب 1909ء سے 1914ء تک اسی علاقہ یعنی سرگودھا میں ٹھہرے اور آپ کی تبلیغ سے کئی جماعتیں قائم ہوئیں۔

تائید خلافت

آپ ہمیشہ سے خلافت کے مؤید رہے ہیں خلافت اولیٰ میں بعد میں ہونے والے مخالفین خلافت کے فتنہ کا آغاز ہو چکا تھا وہ تمام حالات آپ ہی کے سامنے گذرے ہیں آپ 1911ء میں بعد استخارہ انجمن انصار اللہ کے ممبر بن گئے تھے اور خلافت ثانیہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دست راست رہے۔ حضرت مولوی فضل الٰہی بھیروی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں 1914ء میں تحریر کیا کہ مولوی صاحب عالم اور نیک ہیں اور اس وقت جماعت کو ایسے ہی افراد درکار ہیں انکو مبلغین میں شامل کرنا مفید ہوگا۔ چنانچہ حضور نے آپ کو اکتوبر 1914ء میں سرگودھا سے بلاکر فرمایا کہ ترقی اسلام کے منتظم اعلیٰ حضرت مولوی شیر علی صاحب سے مل کر اپنے گذارے کے متعلق بھی بات چیت کرلیں۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ حضرت مسیح موعود نے بوقت بیعت میرے عرض کرنے پر فرمایا تھا کہ لوگوں سے کہہ دینا کہ میں نے حق کو پالیا ہے اور دعا کرنے کے بعد تبلیغ کرنا اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا پھر جب حضور نے وقف زندگی کی تحریک کی تو حضرت حافظ روشن علی صاحب حضرت بابا حسن محمد صاحب اور حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظ وغیرہ کے ساتھ میں نے بھی زندگی وقف کی تھی اور جس طرح 10 سال سے گزارہ انتظام ہے اب بھی ہوتا رہے گا۔ حضور نے فرمایا کہ اب چونکہ آپ کلیۃً انجمن کے ماتحت ہوں گے۔ اس لئے گزارہ لینا جائز ہے حضرت مولوی شیر علی صاحب نے 22 روپے مقرر کر دیئے۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالی ہمیشہ خود آپ کی ترقی کا خیال رکھتے رہے۔ چنانچہ پنشن قاعدہ کی رو سے قریباً 25 روپے بنتی تھی۔ حضور نے چالیس روپے کر دی حضور کی نظر میں آپ کی خدمات قابل قدر ہیں۔ چنانچہ حضور نے اپریل 1936ء کی مشاورت میں یہ بتاتے ہوئے کہ مبلغین کیسے ہونے چاہئیں۔ آپ کا بھی ذکر مثالی رنگ میں فرمایا۔

آپ کو ملازمت میں ہندوستان کے بہت سے مقامات پر تبلیغ پر جانے کی توفیق حاصل ہوئی اور سندھ میں بھی 6 سال 1923ء تا 1928ء رئیس التبلیغ متعین رہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس وقت بیعت لینے کی بھی اجازت مرحمت فرمادی تھی۔ سندھ سے واپسی پر قادیان میں واعظ مقامی مقرر ہوئے اور 1935 میں آپ نے پنشن پائی۔

آپ نے مؤرخہ 6 نومبر 1915ء میں وصیت کی۔ آپ نے تحریک جدید کے جہاد میں دفتر اول میں قریباً ایک ہزار روپے اور آپ کی کل اولاد نے قریباً سوا تین ہزار روپے دیئے۔ آپ کا کوڈ 660 ہے آپ کو بطور ممبر مجلس کارپرداز مصالح قبرستان بہشتی مقبرہ بھی خدمت کرنے کا موقع ملا۔ آپ محلہ دارلفضل قادیان (بشمول دارلصنعہ) کے 3سال کے لئے امین منتخب ہوئے آپ کو سالانہ مشاورت میں بھی بعض دفعہ شمولیت کا موقع ملتا رہا ہے اس طرح بعض دیگر خدمت کا بھی آپ کو موقع ملا۔ آپ کے بعض مضامین بھی سلسلہ کے لٹریچر میں ہیں۔

آپ کو یہ شدید احساس ہوا کہ میں نے 1891ء میں کیوں نہ بیعت کر لی اور تلافی کے طور پر آپ نے 13 سال تک شدید مجاہدات کئے آپ ہر ماہ قادیان 45 میل کا پیدل سفر کرکے آتے اور حضرت اقدس کی صحبت میں دو ہفتہ قادیان میں قیام کرتے جس کے نتیجہ میں قرآن مجید کے معارف آپ پر کھلے اور اس کا فہم عطا ہوا۔

الٰہی مدد

مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔ کا ایک عجیب واقعہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے رمضان شریف میں سارے قرآن مجید کا درس دینا تھا ادھر بھائیوں کی طرف سے اطلاع تھی کہ والد مرحوم کی جائیداد کے انتقال کے لئے فلاں روز پہنچنا ضروری ہے۔ آپ نے سوچا کہ اس طرح تین دن صرف ہوکر 3 سپارے کے درس سے محروم رہ جاؤں گا ان کو اطلاع دی کہ میں قادیان درس قرآن شریف میں شمولیت کے لئے جارہا ہوں خواہ میرے نام انتقال ہو یا نہ ہو۔ تحصیلدار بندوبست کی آنکھیں اس خط کو

دیکھ کر پر آشوب ہوگئیں اور اس نے کہا کہ ایمان تو ایسے لوگوں کا ہے میں مسل دبا رکھتا ہوں مولوی صاحب کے آنے پر مہتمم بندوبست کے پیش کر دوں گا۔

تقسیم ملک کے وقت آپ کو بھی احباب جماعت کی طرح یکم اکتوبر 1947 کو قادیان سے ہجرت کرنی پڑی پہلے آپ کا قیام اپنے بیٹے میجر ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب کے ہاں ماڈل ٹاؤن لاہور میں رہا پھر آپ بالقائے ربانی ربوہ منتقل ہو گئے جہاں حضرت صاحب کی خاص شفقت سے آپ کو رہائش کے لئے ایک پکا کوارٹر دیا گیا اکتوبر 1956ء میں آپ کو اور حضرت دادی جان کو جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کی توفیق ملی۔

دعاؤں کی قبولیت

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل آپ پر ہوا کہ مجاہدات کو اللہ تعالیٰ قبول کر کے آپ کی دعاؤں کو قبول کرنا شروع کیا اور رؤیا کشوف کا سلسلہ جاری ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعودؑ، حضرت جبرئیلؑ، حضرت عائشہؓ اور بزرگان کی زیارت ہوئی آپ نے اپنی زندگی میں اپنی سوانح حیات بقاپوری کی شکل میں پانچ جلدوں میں چھپوائی تھی جن میں اپنے رؤیا کشوف حیات بقاپوری حصہ دوم اور سوم میں درج ہیں جلسہ سالانہ کے مستورات سیکشن میں آپ کی تقریر رکھی جاتی تھی۔

اولاد

آپ کی اہلیہ ثانی مکرمہ حیات بیگم صاحبہ سے تین بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ بڑی بیٹی مبارکہ بیگم جو 1912ء میں پیدا ہوئی۔ 15 سال کی عمر میں 1927ء میں اچانک وفات پا گئی۔ وہ اپنی دماغی صلاحیتوں کے لحاظ سے لَیۡسَ الذَّکَرُ کَالۡاُنۡثٰی کا مصداق تھی اور اتنی چھوٹی عمر میں اردو، عربی، انگریزی میں تقریر کرتی تھی جس کی وفات پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ ''زندہ رہتی تو بڑی قابلیت کی عورت ہوتی۔''

دوسری بیٹی مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ 1918ء میں پیدا ہوئی ان کی شادی سید عباس علی شاہ صاحب جو شیعہ سے احمدی ہوئے تھے اور ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے تھے کے ساتھ ہوئی۔ ان کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا سید محمد مبشر شاہ صاحب جو دو سال پہلے کینیڈا میں وفات پا گئے۔ مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ نے بڑی لمبی عمر پائی 99 سال کی عمر میں 2017ء میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ میرے والد مکرم محمد اسماعیل اور چچا محمد اسحاق توام پیدا ہوئے تھے ان کی ولادت 17 اگست 1921ء ہے۔ والد صاحب نے سرکاری ملازمت دہلی سے شروع کی اور پارٹیشن کے بعد کراچی منتقل ہو گئے اور 2001ء میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ چچا محمد اسحاق نے ڈاکٹری تعلیم حاصل کی اور فوج سے کمیشن لے کر بطور میجر ریٹائر ہوئے اور 2007ء میں وفات پائی۔ آپ کی تدفین لاہور میں ہوئی۔ تیسری بیٹی مبارکہ بیگم تھیں۔ 1928ء میں پیدا ہوئیں ان کے میاں کا نام محمد اشرف خان سوری تھا۔ وہ سرکاری ملازم تھے۔ اب دونوں وفات پا چکے ہیں۔ سب سے چھوٹے بیٹے مبارک احمد تھے جو 1932ء میں پیدا ہوئے۔ سرکاری ملازمت سے ریٹائرڈ ہو کر 1995ء میں فوت ہوئے اور کراچی میں مدفون ہیں۔ ہماری دادی جان مکرمہ حیات بیگم صاحبہ جو 1895ء میں پیدا ہوئیں وہ 6 ستمبر 1988ء بعمر 93 سال ربوہ میں وفات پا گئیں۔ وہ بھی بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔

اسی طرح آپ کے بھتیجے محمد حفیظ بقاپوری صاحب نے قادیان میں درویشانہ زندگی گزاری آپ اخبار البدر کے ایڈیٹر تھے مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر اور کئی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کی وفات 1987ء میں ہوئی اور قادیان کے قطعہ درویش میں تدفین ہوئی۔ آپ کے خاندان میں اس وقت چوتھی نسل چل رہی ہے جس کی تعداد سینکڑوں میں ہے اور دنیا کے مختلف علاقوں میں مثلاً یورپ، آسٹریلیا، کینیڈا، امریکہ، پاکستان اور انڈیا میں رہائش پذیر ہے۔

ہمارے دادا جان نے مؤرخہ 17 مارچ 1964ء میں بعمر 91 سال لاہور میں وفات پائی ان کو پراسٹیٹ کی تکلیف تھی اگلے دن جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں قطعہ صحابہ میں تدفین عمل میں آئی۔ خاکسار جو حضرت دادا جان کا بڑا پوتا ہے۔ مجھے ان کے ساتھ 1954ء تا 1956ء دو سال ربوہ میں رہنے کا موقع ملا۔ اس وقت میری عمر 11 یا 12 سال تھی اس وقت بھی دادا جان باوجود ضعیف ہونے کے نوجوانوں والی ہمت رکھتے تھے اور شب بیداری میں نوافل کے لئے صبح 3 سے 4 گھنٹہ پہلے اٹھ کھڑے ہوتے اور اگر طبیعت اچھی ہو تو بیت الذکر میں ورنہ گھر پر نماز ادا کرتے تھے اور اس کے بعد تلاوت قرآن مجید ان کا معمول تھا۔ فجر کی نماز کے بعد بعض دفعہ احباب کے گھروں پر جانا ان کا حال پوچھنا یہ بھی ان کے معمولات میں سے تھا۔ لین دین کے معاملات میں بہت کھرے تھے اگر کبھی قرض کی ضرورت پڑی تو وقت سے پہلے ادائیگی کا فکر رکھتے اور شکایت کا موقع پیدا نہیں ہونے دیتے۔ ہاؤس ٹیکس بجلی کے بل کی ادائیگی کے سلسلہ میں ہمیشہ یہی نصیحت کرتے کہ وقت سے پہلے ادا کیا کرو۔ اور معمولی داد دستہ بھی مانگنے سے پہلے ادا کرتے اگر کسی مزدور سے مزدوری کراتے تو دو چار پیسے زیادہ ہی دیتے گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں خوشی محسوس کرتے۔ معمولی سوال کو برا جانتے۔ جب پانی پینے کی ضرورت ہوتی تو خود ہی پی لیتے اگر کہا جائے کہ ہمیں کہہ دیں تو جواب دیتے جتنی دیر تم کو کہوں گا اس سے جلدی میں خود ہی پی لوں گا۔

گھر کی ضروریات کا خیال رکھتے۔ صفائی پسند اور حتی الوسع متعلقین کو راحت و آرام پہنچانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے اور ان کی تکلیف کے ازالہ کے لئے ہرممکن کوشش کرتے تھے۔ اولاد کی تربیت کا خاص خیال رکھتے اور کسی کام میں مشورہ کی ضرورت ہو تو پھر سب چھوٹے بڑے بچوں کو شامل کر لیتے اگر کہا جاتا کہ چھوٹوں کی شمولیت کی کیا ضرورت ہے تو کہتے اس سے بچوں میں بہادری، جرات اور خود اعتمادی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ آپ بچوں سے زیادہ تر بڑوں والی باتیں کرتے تا کہ انکے حوصلے بلند اور ہمتیں قویٰ ہوں بچوں پر بار بار غصہ نہیں ہوتے تھے اگر تربیت کے خیال سے سزا دینی ہو تو ایسے طریقے استعمال کرتے کہ بچے کو احساس ہو کہ مجھے ناجائز طور پر سزا نہیں ملی۔ بلکہ واقعی طور پر اس کا مستحق تھا آپ رقیق القلب اور نرم دل کے انسان تھے شرعی احکامات کے پابند اور حضرت مصلح موعودؓ کے عاشق اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سچی عقیدت اور ارادت تھی ہمیں ہمیشہ یہی تلقین کی کہ اگر تم اپنی زندگیوں کو اسلامی اور اپنے گھروں کو جنت بنانا چاہتے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ اختیار کرو اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ اسلام اور آپ کے خلفائے کرام کے پاک نمونہ کو اپنا طریقہ عمل بنا لو۔ اصلی کام اور نمونہ وہی ہے۔ جو انسان خود کر کے دکھلائے صرف اپنے باپ دادوں کے کارناموں پر فخر کرنا حماقت اور نادانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کا پوری توفیق بخشے۔ آمین

آج کی دعا

رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ٭ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ ﴿۴۱﴾

(ابراہیم:41)

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔ اے ہمارے ربّ! اور میری دعا قبول کر۔

یہ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کی اپنی اور اپنی نسلوں کی نیکی اور عبادات پر قائم رہنے کی عظیم الشان دعا ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسلسل اپنی جماعت کو بالخصوص نئی نسل کو قیامِ نماز کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

ہر نیکی کی طرح نمازیں پڑھنے کی یہ توفیق بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ملتی ہے۔ اس لئے قرآن کریم میں ہمیں ایسی دعا سکھائی جو نہ صرف ہمارے لئے بلکہ ہماری نسلوں کے لئے بھی ہے۔ اور جب نسلاً بعد نسلٍ جب یہ دعا مانگی جاتی رہے گی تو اللہ تعالیٰ اپنی اس دعا کے طفیل جو اس نے ہمیں سکھائی ہے عبادت کرنے والے بھی پیدا فرماتا چلا جائے گا۔ فرماتا ہے کہ رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ٭ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ ﴿۴۱﴾ (ابراہیم:41) اے میرے ربّ مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔ اے ہمارے ربّ اور میری دعا قبول کر۔

(خطبہ جمعہ 29/ ستمبر 2006ء)

خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 493

مرسلہ: مریم رحمٰن

ظہیر احمد طاہر۔ نائب صدر مجلس انصار اللہ جرمنی

عفو و درگزر

انسان کی پیدائش کا اوّلین مقصد عبادت الٰہی قرار دیا گیا ہے۔عبادت صرف نماز، روزہ اور حج وزکوٰۃ کا نام ہی نہیں ہے بلکہ مخلوق خدا کی خدمت اور اُس سے حسن سلوک بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔اگر انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا مطالعہ کرتا رہے اور اُن پر غور وفکر کرنے کی عادت ڈال لے تو وہ اپنی پیدائش کے مقصد کو بہت بہتر رنگ میں سمجھ سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ: صِبۡغَۃَ اللّٰہِ ۚ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبۡغَۃً (البقرہ:139) ’’اللہ کا رنگ پکڑو۔ اور رنگ میں اللہ سے بہتر اور کون ہوسکتا ہے۔‘‘نیز فرمایا: وَلِلّٰہِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی فَادۡعُوۡہُ بِہَا (الاعراف:181)‘‘اور اللہ ہی کے سب خوبصورت نام ہیں۔ پس اُسے ان (ناموں) سے پکارا کرو۔‘‘

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ’’اَلۡعَفُوۡ‘‘ ہے یعنی گناہوں سے درگزر کرنے والا، گناہوں کو مٹانے والا اور بہت معاف کرنے والا۔ چنانچہ کوئی انسان جس قدر اس خلق کو اپنائے گا، وہ اُسی قدر اس صفت میں رنگین ہوکر اس صفتِ باری کا مظہر بنتا جائے گا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا غَفُوۡرًا (النّسآء:44)‘‘ یقینا اللہ بہت درگزر کرنے والا (اور) بہت بخشنے والا ہے۔‘‘ایک اور مقام پر فرمایا : فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا قَدِیۡرًا (النّسآء:150)یقیناً اللہ بہت درگزر کرنے والا (اور) دائمی قدرت رکھنے والا ہے۔‘‘قرآن کریم میں مختلف پیرائے میں عفوودگزر کی تعلیم دی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (اٰل عمران:135)‘‘ (یعنی) وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔‘‘اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انعام یافتہ بندوں کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی ہے کہ اُن کا بہت بڑا خلق غصے کو دبا جانا ہے اور وہ لوگوں سے عفو کا سلوک کرنے والے اور درگزر سے کام لینے والے ہیں۔یعنی وہ اُس کی مخلوق سے نرمی، شفقت اور احسان کا سلوک کرتے ہیں اور اُن کی غلطیوں پر اُنہیں معاف کردیتے ہیں تا کہ معاشرے میں امن قائم رہے اور فتنہ نہ پھیلے۔ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:’’ چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کردینا ہی بہتر ہوتا ہے تا کہ معاشرے میں صلح جوئی کی بنیاد پڑے، صلح کی فضا پیدا ہو۔عموماً جو عادی مجرم نہیں ہوتے وہ درگزر کے سلوک سے عام طور پر شرمندہ ہوجاتے ہیں اور اپنی اصلاح بھی کرتے ہیں اور معافی بھی مانگ لیتے ہیں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 142۔شائع کردہ نظارت اشاعت۔2005ء)

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے ایک اور مقام پر فرمایا ہے:وَلۡیَعۡفُوۡا وَلۡیَصۡفَحُوۡا (النّور:23) ’’پس چاہئے کہ وہ معاف کردیں اور درگزر کریں۔‘‘ایک آیت کریمہ میں فرماتا ہے: وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُہَا ۚ فَمَنۡ عَفَا وَاَصۡلَحَ فَاَجۡرُہٗ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیۡنَ (الشوریٰ:41) ’’اور بدی کا بدلہ، کی جانے والی بدی کے برابر ہوتا ہے۔ پس جو کوئی معاف کرے بشرطیکہ وہ اصلاح کرنے والا ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ یقیناً وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔‘‘ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :’’بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے، لیکن اگر کوئی عفو کرے، مگر وہ عفو بے محل نہ ہو، بلکہ اس عفو سے اصلاح مقصود ہو تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔مثلاً اگر چور کو چھوڑ دیا جاوے تو وہ دلیر ہوکر ڈاکہ زنی کرے گا۔ اس کو سزا دینی چاہیے۔ لیکن اگر دو نوکر ہوں اور ایک ان میں سے ایسا ہو کہ ذرا سی چشم نمائی ہی اس کو شرمندہ کر دیتی اور اس کی اصلاح کا موجب ہوتی ہے تو اس کو سخت سزا مناسب نہیں، مگر دوسرا عمداً شرارت کرتا ہے،اس کو عفو کریں تو بگڑتا ہے، اس کو سزا ہی دی جاوے۔تو بتاؤ مناسب حکم وہ ہے جو قرآن مجید نے دیا ہے یا وہ جو انجیل پیش کرتی ہے؟ قانون قدرت کیا چاہتا ہے؟وہ تقسیم اور رؤیت محل چاہتا ہے۔ یہ تعلیم کہ عفو سے اصلاح مدنظر ہو، ایسی تعلیم ہے جس کی نظیر نہیں اور اسی پر آخر متمدن انسان کو چلنا پڑتا ہے اور یہی تعلیم ہے جس پر عمل کرنے سے انسان میں قوت اجتہاد اور تدّبر اور فراست بڑھتی ہے۔ گویا یوں کہا گیا ہے کہ ہرطرح کی شہادت سے دیکھو اور فراست سے غور کرو۔ اگر عفو سے فائدہ ہو تو معاف کرو، لیکن اگر خبیث اور شریر ہے تو پھر جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ پر عمل کرو۔ اسی طرح پر اسلام کی دوسری پاک تعلیمات ہیں جو ہر زمانہ میں روزِ روشن کی طرح ظاہر ہیں۔‘‘

(الحکم جلد 4 نمبر 14مؤرخہ 17/اپریل 1900ء صفحہ 6-5بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد ہفتم صفحہ 135-134مطبوعہ 2015ء)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کی مطہر زندگی کو کامل نمونہ قرار دیا ہے۔ آپؐ نے اپنی ساری زندگی صفات الٰہیہ کی روشنی میں بسر کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے آپ کو نرمی اختیار کرنے والا اور دَرگزر کرنے والا بنادیا تھا۔جیسا کہ فرماتا ہے :’’پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تُو ان کے لئے نرم ہوگیا۔ اور اگر تُو تُندخُو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گِرد سے دُور بھاگ جاتے۔ پس ان سے دَرگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر۔‘‘ (اٰل عمران:160)اسی طرح اللہ تعالیٰ رسول کریمؐ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے: خُذِ الۡعَفۡوَ وَاۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰہِلِیۡنَ (الاعراف:200)’’عفو اختیار کر اور معروف کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کر۔‘‘ کسی نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے رسول اللہؐ کی توریت میں بیان فرمودہ علامات پوچھیں تو آپؓ نے جن صفات کا ذکر کیا اُس میں یہ صفات بھی شامل تھیں کہ:’’ وہ بدخلق درشت کلام نہیں اور نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور مچانے والا اور نہ بدی کا بدلہ بدی سے دیتا ہے، بلکہ معاف کرتا اور پردہ پوشی کرتا ہے۔‘‘

(صحیح بخاری۔کتاب البیوع۔بَاب کَرَاھِیَۃ السَّخَبِ فِی الۡاَسۡوَاقِ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاصۡفَحِ الصَّفۡحَ الۡجَمِیۡلَ (الحجر:86)’’پس بہت عمدہ طریق پر درگزر کر۔‘‘حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تفسیر صغیر میں اس آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ:’’تو (ان کی زیادتیوں پر) بہت درگزر سے کام لے۔‘‘چنانچہ رسول اللہؐ کی مبارک زندگی عفو و درگزر، رحم وکرم اور محب وشفقت کے بے شمار واقعات سے مزّین ہے۔آپؐ نے اپنے عملی نمونے سے ثابت کرکے دکھا دیا کہ آپؐ ہی اللہ تعالیٰ کی صفت ’’اَلۡعَفُوۡ‘‘ کے بہترین مظہر ہیں۔آپؐ نے ساری زندگی اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا، کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا اور نہ کسی کو بُرا بھلا کہا۔اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا،رسول اللہؐ کے اخلاق کریمانہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں: نبی کریمؐ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو تھے اور سب سے زیادہ کریم،عام آدمیوں کی طرح بلا تکلف گھر میں رہنے والے تھے۔آپؐ نے کبھی تیوری نہیں چڑھائی ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔نیز آپؓ فرماتی ہیں کہ اپنی ساری زندگی میں آنحضرتؐ نے کبھی اپنی کسی بیوی پر ہاتھ اٹھایا، نہ کبھی کسی خادم کو مارا۔

(شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:’’آنحضرتؐ کے عفو کی تو بے انتہا مثالیں ہیں کس کس کو بیان کیا جائے ہرایک دوسرے سے بڑھ کر ہے۔ یہ اس تعلیم کا عملی نمونہ تھا جسے لے کر آپ آئے تھے۔ اس تعلیم کو آج پھر ہر احمدی نے اس معاشرے میں جاری کرنا ہے، اپنے پہ لاگو کرنا ہے کیونکہ زمانے کے امام کے ساتھ ہم نے عہد کیا ہے کہ اس تعلیم کا عملی نمونہ بن کر دکھائیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے،اس کی طرف جھکتے ہوئے اس طرف بہت زیادہ توجہ دیں۔ درگزر اور عفو کی عادت ڈالیں۔۔۔۔۔۔میرے خیال میں تو ذرا سی بھی برداشت کا مادہ پیدا ہوجائے تو آدھے سے زیادہ مسائل اور جھگڑے ختم ہوسکتے ہیں گو دوسروں کی نسبت یہ جھگڑے بہت کم ہوتے ہیں۔ ان میں سے بھی آدھے جھڑ سکتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20/فروری 2004ء۔خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 150۔ نظارت اشاعت۔2005ء)

رسول اللہؐ کے ارشادات سے پتہ چلتا ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتا ہے اور عفو سے کام لیتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی عزت بڑھا دیتا ہے۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ: صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور عفو کرنے سے اللہ بندہ کو عزت میں ہی بڑھاتا ہے اور کوئی بھی اللہ کی خاطر انکساری نہیں کرتا ہے مگر اللہ اس کا درجہ بڑھاتا ہے۔

(صحیح مسلم،کتاب البر والصلة والآداب،بَاب اسۡتِحۡبَابِ الۡعَفۡوِ وَالتَّوَاضُعِ)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُھُمُ الرَّحْمٰنُ۔ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ۔ اَلرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَمَنْ وَصَلَھَا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَھَا قَطَعَهُ اللّٰهُ

(جامع ترمذی، اَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَآءَ فِیْ رَحْمَةِ النَّاسِ، حدیث:1989)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ رحم بھی رحمٰن کی شاخ ہے جس نے اس کو جوڑا اللہ تعالیٰ بھی اس سے رشتہ جوڑلے گا اور جو اسے قطع کرے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس سے قطع تعلق کرلے گا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: مَنْ یُّحْرَمِ الرِّفْقَ یُحْرَمِ الْخَیْرَ

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب باب فَضْلِ الرِّفْقِ، حدیث:4680)

جسے نرمی سے محروم کیا جاتا ہے وہ خیر سے محروم کیا جاتا ہے۔ رسول اللہؐ کی زندگی میں متعدد بار ایسے مواقع آئے جب آپؐ نے انتہا درجہ تکلیفیں دینے والے اور اپنے جانی دشمنوں تک کو اللہ کی خاطر معاف کردیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب مُبَاعَدَتُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلْاٰثَامِ وَاخْتِیَارُهٗ مِنَ الْمُبَاحِ أَسْھَلَهٗ۔۔۔) رسول اللہؐ نے اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے جاری اس ابرِ رحمت کے بارہ میں فرماتے ہیں:

آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید
کس ندیدہ در جہاں از مادرے

ہمدردی خلق اور رحم وکرم کے جو نظارے مخلوق خدا نے آپؐ کے بابرکت وجود میں دیکھے، ایسے نظارے تو کسی شخص نے اپنی ماں سے بھی نہ دیکھے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے عفو کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ: ”کہتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نوکر چائے کی پیالی لایا۔ جب قریب آیا تو غفلت سے وہ پیالی آپؓ کے سر پر گر پڑی۔ آپؓ نے تکلیف محسوس کرکے ذرا تیز نظر سے غلام کی طرف دیکھا۔ غلام نے آہستہ سے پڑھا۔ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ (آل عمران:135) یہ سن کر امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کَظَمْتُ غلام نے پھر کہا: وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ۔ کظم میں انسان غصّہ دبا لیتا ہے اور اظہار نہیں کرتا ہے، مگر اندر سے پوری رضامندی نہیں ہوتی، اس لیے عفو کی شرط لگادی ہے۔ آپؓ نے کہا کہ میں نے عفو کیا۔ پھر پڑھا: وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ محبوب الٰہی وہی ہوتے ہیں جو کظم اور عفو کے بعد نیکی بھی کرتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا: جا آزاد بھی کیا۔ راستبازوں کے نمونے ایسے ہیں کہ چائے کی پیالی گرا کر آزاد ہوا۔ اب بتاؤ کہ یہ نمونہ اصول کی عمدگی ہی سے پیدا ہوا۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 115۔ ایڈیشن 2003ء۔ ناشر نظارت نشر و اشاعت قادیان)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عفو و درگزر کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: حضرت امام حسنؓ کے متعلق آتا ہے کہ آپ کا ایک نوکر ہمیشہ بے احتیاطیاں کرتا تھا اور کئی چیزیں توڑ پھوڑ دیتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت امام حسنؓ کے پاس کوئی شخص تحفۃً ایک شیشے کا نہایت ہی خوبصورت برتن لایا جو اُس نوکر نے توڑ دیا۔ اُنہوں نے خشمگیں نگاہوں سے نوکر کی طرف دیکھا تو اُس نے جھٹ کہا: وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ آپؓ نے سنتے ہی کہا: اچھا میں تمہیں کچھ نہیں کہتا۔ نوکر نے کہا کہ: وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ آپؓ نے کہا: اچھا میں تمہیں معاف بھی کرتا ہوں۔ نوکر نے پھر کہا: وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ آپ نے کہا: اچھا میں تمہیں آزاد کرتا ہوں۔

(انصاف پر قائم ہو جاؤ۔ انوار العلوم جلد 18 صفحہ 600۔ فرمودہ 17/مئی 1947ء)

حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما کی لونڈی آپ کو وضو کروا رہی تھی کہ اچانک اُس کے ہاتھ سے پانی کا برتن آپؓ کے چہرے پر گر گیا جس سے چہرہ زخمی ہوگیا۔ آپؓ نے اُس کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا تو اُس نے عرض کی: اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرماتا ہے: وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ اور غصہ دبا جانے والے، امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنا غصہ پی لیا۔ اُس نے پھر عرض کی: وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، آپؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے معاف کرے۔ لونڈی پھر عرض گزار ہوئی: وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ آپؓ نے فرمایا: جا میں تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد کرتا ہوں۔

(ابن عساکر، ذکر من اسمہ علی، علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دنیا کے مختلف معاشروں میں عدم برداشت اور معاف نہ کرنے کی عادت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”معاشرے میں جب برائیوں کا احساس مٹ جائے تو ایسے معاشرے میں رہنے والا ہر شخص کچھ نہ کچھ متاثر ضرور ہوتا ہے اور اپنے نفس کے بارے میں، اپنے حقوق کے بارے میں زیادہ حساس ہوتا ہے اور دوسرے کی غلطی کو ذرا بھی معاف نہیں کرنا چاہتا، چنانچہ دیکھ لیں، آج کل کے معاشرے میں کسی سے ذرا سی غلطی سرزد ہوجائے تو ایک ہنگامہ برپا ہوجاتا ہے چاہے اپنے کسی قریبی عزیز سے ہی ہو اور بعض لوگ کبھی بھی اس کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور اسی وجہ سے پھر خاوند بیوی کے جھگڑے، بہن بھائیوں کے جھگڑے، ہمسائیوں کے جھگڑے، کاروبار میں حصہ داروں کے جھگڑے، زمینداروں کے جھگڑے ہوتے ہیں حتیٰ کہ بعض دفعہ راہ چلتے نہ جان نہ پہچان ذرا سی بات پر جھگڑا شروع ہوجاتا ہے۔۔۔۔۔ جب اس قسم کے حالات ہوں تو سوچیں کہ ایک احمدی کی ذمہ داری کس حد تک بڑھ جاتی ہے۔ اپنے آپ کو، اپنی نسلوں کو اس بگڑتے ہوئے معاشرے سے بچانے کے لئے بہت کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ہمارے لئے کس قدر ضروری ہوجاتا ہے کہ ہم قرآن تعلیم پر پوری طرح عمل کرنے کی کوشش کریں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20/فروری 2004ء خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 138۔ نظارت اشاعت۔ 2005ء)

پس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو اپنے اوپر لاگو کریں اور جہاں تک ممکن ہو، ایک دوسرے کی غلطیوں سے صرفِ نظر کریں اور معاف کرنے کی عادت اپنائیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے نویں شرط بیعت یہ مقرر فرمائی ہے کہ: ”نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔“

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12/جنوری 1889ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس جماعت کو تیار کرنے کی غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کرجاوے۔ تقویٰ کا نُور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاقِ حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصہ کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بُغض پیدا ہوجاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقّت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چُپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہیے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لیے دردِ دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کردیوے۔ اَور دل میں کینہ ہرگز نہ بڑھاوے۔۔۔۔۔۔ خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حِلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفاتِ حسنہ میں ترقی کروگے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاوٴ گے۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 99۔ شائع کردہ نظارت نشرواشاعت قادیان 2003ء)

پس وہی عفو قابل تعریف ہے جس کے نتیجہ میں اصلاح ہو جبکہ حقیقی معنوں میں مومن وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکام پر پوری طرح عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں اور تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے اللہ کی رضا کے طالب ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی صفات میں رنگین ہونے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اِن صفات کی روشنی میں اُس کی مخلوق سے معاملات کرنے والے بن جائیں۔ آمین

چھوٹی مگر سبق آموز بات

حیاء

حضرت نبی کریم ﷺ نے حیاء کی بہت برکات بیان کی ہیں۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے آداب مجلس بیان کرتے ہوئے ذکر فرمایا کہ تین آدمی ایک مجلس میں آئے اور رسول اللہ ﷺ کی باتیں سننے لگے، ایک تو واپس چلا گیا۔ باقی دو میں سے ایک آگے جا بیٹھا، دوسرے نے مجلس میں جہاں جگہ پائی بیٹھ گیا۔ اسے حیاء آئی کہ لوگوں کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھے۔ خدا تعالیٰ نے بھی اس سے حیاء کا سلوک کیا اور اسے بخش دیا۔

(بخاری)

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

سید عمار احمد

غیبت: خطرناک معاشرتی برائی

معاشرہ بنیادی طور پر افراد کے مجموعہ کا نام ہے۔ افراد سے خاندان بنتے ہیں اور کسی بھی جگہ ایک ساتھ رہنے والے خاندانوں سے ایک معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ جب ہم اپنے معاشرے پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں کئی قسم کی برائیاں نظر آتی ہیں۔ برائی چاہے چھوٹی ہو یا بڑی وہ اپنے زہرناک اثرات سے پورے معاشرے کو متاثر کرتی ہے۔ غیبت بھی ہمارے معاشرہ میں پائی جانے والی برائیوں میں سے ایک انتہائی بدترین برائی ہے کہ اسکے تصور سے ہی کراہت ہوتی ہے اور طبیعت متلانے لگتی ہے۔

بدقسمتی سے یہ مرض معاشرے میں اس قدر عام ہوچکا ہے کہ اس کی برائی ہی اب دلوں سے ختم ہوچکی ہے۔ ہم آفس میں ہوں یا یونیورسٹی یا دوستوں میں بیٹھے ہوں کوئی نہ کوئی آپکو ضرور اس برائی کو دانستہ و نادانستہ کرتا نظر آئے گا۔ یہ ایک بہت بڑا لمحہ فکر ہے، اس لیے اس قبیح فعل کی نفرت دل میں پیدا کرنا اور اس سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوۡا وَ لَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُکُمۡ بَعۡضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡهِ مَیۡتًا فَکَرِهۡتُمُوۡهُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیۡمٌ۔

(الحجرات : 13)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ نے غیبت کرنے والوں کے انجام کے بارے میں فرمایا:

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب مجھے معراج ہوا تو کشفاً میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اس سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا، جبرائیل یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں کا گوشت نوچ نوچ کر کھایا کرتے تھے اور ان کی عزت و آبرو سے کھیلتے تھے یعنی غیبت کرتے تھے، الزام تراشیاں کرتے تھے، حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

(ابو داؤد، کتاب الادب باب فی الغیبۃ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اور یہ بھی یاد رکھو کہ تقویٰ اس کا نام نہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پرہیز کرے۔ بلکہ باریک در باریک بدیوں سے بچتا رہے مثلاً ٹھٹھے اور ہنسی کی مجلسوں میں بیٹھنا جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی ہتک ہو یا اس کے بھائی کی شان پر حملہ ہو رہا ہو۔ اگرچہ ان کی ہاں میں ہاں بھی نہ ملائی ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بھی برا ہے کہ ایسی باتیں کیوں سنیں؟ یہ ان لوگوں کا کام ہے جن کے دلوں میں مرض ہے کیونکر اگر ان کے دل میں بدی کی پوری حس ہوتی تو وہ کیوں ایسا کرتے اور کیوں ان مجلسوں میں جاکر ایسی باتیں سنتے؟

یہ بھی یاد رکھو کہ ایسی باتیں سننے والا بھی کرنے والا ہی ہوتا ہے۔ جو لوگ زبان سے ایسی باتیں کرتے ہیں وہ تو صریح مؤاخذہ کے نیچے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ارتکاب گناہ کا کیا ہے۔ لیکن جو چپکے ہو کر بیٹھے رہے ہیں وہ بھی اس گناہ کے خمیازہ کے شکار ہوں گے اس حصہ کو بڑی توجہ سے یاد رکھو اور قرآن شریف بار بار پڑھ کر سوچو۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 656)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

’’بعض لوگ کہتے ہیں جی ہم نے تو صرف سنی ہے غیبت، ہم نے تو حصہ نہیں لیا خود کسی کے خلاف برائی نہیں کی۔ ان کے متعلق آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ انہوں نے بھی گناہ سے حصہ پالیا۔ اگر تم سنتے ہو اور منع نہیں کرتے اور برا نہیں مناتے یا اپنے بھائی کا دفاع نہیں کرتے تو ایسی صورت میں غیبت کے گناہ میں تم بھی حصہ دار ہو گئے۔‘‘

(خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 54)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ایک حدیث ہے، قیس روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے چند رفقاء کے ساتھ چلے جا رہے تھے۔ آپ کا ایک مردہ خچر کے پاس سے گزر ہوا جس کا پیٹ پھول چکا تھا (مرے ہونے کی وجہ سے پیٹ پھول جاتا ہے، کافی دیر سے پڑا تھا)۔ آپ نے کہا بخدا تم میں سے اگر کوئی یہ مردار پیٹ بھر کر کھالے تو یہ بہتر ہے کہ وہ کسی مسلمان کا گوشت کھائے۔ (یعنی غیبت کرے یا چغلی کرے) تو بعض نازک طبائع ہوتی ہیں۔ اس طرح مرے ہوئے جانور کو، جس کا پیٹ پھول چکا ہو، اس میں سے سخت بدبو آ رہی ہو، تعفن پیدا ہو رہا ہو، اس کو بعض طبیعتیں دیکھ بھی نہیں سکتیں، کجا یہ کہ اس کا گوشت کھایا جائے۔ لیکن ایسی ہی بظاہر حساس طبیعتیں جو مردہ جانور کو تو نہیں دیکھ سکتیں، اس کی بدبو بھی برداشت نہیں کرسکتیں، قریب سے گزر بھی نہیں سکتیں، لیکن مجلسوں میں بیٹھ کر غیبت اور چغلیاں اس طرح کر رہے ہوتے ہیں جیسے کوئی بات ہی نہیں۔ تو یہ بڑے خوف کا مقام ہے، ہر ایک کو اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 26/ دسمبر 2003ء)

پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’اب بعض لوگ اس لئے تجسس کر رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً عمومی زندگی میں لیتے ہیں، دفتروں میں کام کرنے والے، ساتھ کام کرنے والے اپنے ساتھی کے بارہ میں، یا دوسری کام کی جگہ، کارخانوں وغیرہ میں کام کرنے والے، اپنے ساتھیوں کے بارہ میں کہ اس کی کوئی کمزوری نظر آئے اور اس کمزوری کو پکڑیں اور افسروں تک پہنچائیں تاکہ ہم خود افسروں کی نظر میں ان کے خاص آدمی ٹھہریں، ان کے منظور نظر ہوجائیں۔ یا بعضوں کو یونہی بلاوجہ عادت ہوتی ہے، کسی سے بلاوجہ کا بیر ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس کی برائیاں تلاش کرنے لگ جاتے ہیں۔ تو یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے لوگوں کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کا کبھی بھی جنت میں دخل نہیں ہوگا، ایسے لوگ کبھی بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔ تو کون عقلمند آدمی ہے جو ایک عارضی مزے کے لئے، دنیاوی چیز کے لئے، ذرا سی باتوں کا مزا لینے کے لئے، اپنی جنت کو ضائع کرتا پھرے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 26/ دسمبر 2003ء)

حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’آج کل کے اس معاشرے میں جبکہ ایک دوسرے سے ملنا جلنا بھی بہت زیادہ ہوگیا ہے، غیروں سے گھلنے ملنے کی وجہ سے ان برائیوں میں جن کو ہمارے بڑوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیت میں آ کر ترک کیا تھا بعضوں کی اولادیں اس سے متاثر ہو رہی ہیں۔ ہمارے احمدی معاشرہ میں ہر سطح پر یہ کوشش ہونی چاہئے کہ احمدی نسل میں پاک اور صاف سوچ پیدا کی جائے۔ اس لئے ہر سطح پر جماعتی نظام کو بھی اور ذیلی تنظیموں کے نظام کو بھی یہ کوشش کرنی چاہئے کہ خاص طور پر یہ برائیاں، حسد ہے بدگمانی ہے، بدظنی ہے، دوسرے پر عیب لگانا ہے اور جھوٹ ہے اس برائی کو ختم کرنے کے لئے کوشش کی جائے ایک مہم چلائی جائے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 256)

دنیا میں اب یہ ہماری ہی ذمہ داری ہے کہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ معاشرے میں موجود برائیوں کا قلع قمع کریں اور معاشرے کو اس موذی برائی سے نجات دلانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ نہ صرف خود بچیں بلکہ اپنے عزیزوں کو بھی اس برائی سے بچائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

غروب آفتاب	طلوع فجر	27 اگست 2021ء	
18:41	04:44	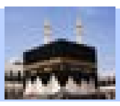	مکہ مکرمہ
18:45	04:40	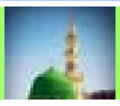	مدینہ منورہ
18:59	04:35	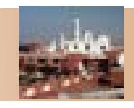	قادیان
18:38	04:15	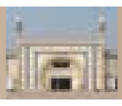	ربوہ
19:59	04:39		اسلام آباد ٹلفورڈ